درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلة کے درسی افادات

باب ماجاء فی اصلاح ذاتِ البین
نیک مقاصد کے لئے بعض صورتوں میں جھوٹ بولنا

حدثنا محمد بن بشار ثنا أبو أحمد ثنا سفيان وثنا محمود بن غيلان ثنا بشر بن السّريّ وأبو احمد قالا ثنا سفيان عن ابن خثيم عن شهر بن حوشب عن اسماء بنت يزيد قالت: قال: رسول الله ﷺ: لايحل الكذب الافي ثلاث: يحدث الرجل امرأته ليرضيها والكذب في الحرب' والكذب ليصلح بين الناس" ......وقال محمود في حديثه او لايصلح الكذب الا في ثلاث.

هذا حديث حسن 'لانعرفه من حديث اسماء الامن حديث ابن خثيم وروى داؤد بن ابي هند هذا الحديث عن شهر بن حوشب عن النبي ﷺ' ولم يذكر فيه عن اسماء حدثنا بذلك ابو كريب ثنا ابن ابي زائدة عن داود بن ابي هند وفي الباب عن ابي بكر رضي الله تعالىٰ عنه.

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزیدؓ روایت کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جھوٹ بولنا حلال نہیں مگر تین چیزوں میں حلال ہے۔ ایک یہ کہ کوئی مرد اپنی بیوی سے جھوٹ بات کہے تاکہ اسے راضی کردے۔ دوسری یہ کہ کفار کے ساتھ لڑائی کے سلسلے میں جھوٹ بولے۔ تیسری اس لئے جھوٹ بولنا کہ لوگوں کے درمیان صلح کرلیں......اور محمود نے اپنی حدیث میں اس طرح کہا ہے' لا یصلح الکذب الخ''، یعنی جھوٹ بولنا درست نہیں' مناسب نہیں الخ۔

یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اسے حضرت اسماء کی حدیث سے نہیں جانتے' مگر ابن خثیم کی حدیث سے۔ اور داؤد

ابن ابی ھند نے یہ حدیث شھر بن حوشب سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔اور اس میں اسماء کا ذکر نہیں کیا ہے۔اسی طرح ہمیں ابو کریب نے بیان کیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابن ابی زائدہ نے داؤد ابن ابی ہند سے روایت کی ہے۔اور اس باب میں حضرت ابوبکرؓ سے بھی روایت ہوئی ہے۔

تین چیزوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے:

اصلاح ذات البین یعنی آپس کی چپقلش اور ناراضگی دور کرنے کے لئے تاکہ مسلمان میں الفت ومحبت قائم رہے۔اتفاق واتحاد ہو نفرت بگاڑ تفرق وانتشار نہ پیدا ہو۔اس باب میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے اندرونی احوال کی اصلاح اور ان کے آپس میں صلح مصالحت کرنے اور جوڑ پیدا کرنے کی کتنی اہمیت ہے۔اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ لوگوں کے درمیان صلح کرنے اور جوڑ پیدا کرنے کے لئے جھوٹ بولنا بھی جائز ہے۔نیز کوئی مرد اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے جھوٹ بولے یہ بھی جائز ہے۔اس کی بھی وجہ یہی ہے کہ بیوی اور شوہر کے درمیان الفت ومحبت قائم رہے اور گھریلو ناچاقی پیدا ہونے کی وجہ سے ان کی زندگی اجیرن نہ ہو۔اس طرح مصلحت کی وجہ سے کفار کے ساتھ لڑائی میں جھوٹ بولنا بھی جائز ہے۔جس سے مسلمانوں کو فتح اور کفار کو ضرر اور شکست ہونا مقصود ہو۔

بعض حالات میں جھوٹ بولنا واجب ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق، جھوٹ بولنا عام حالات میں تو حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔اور بعض صورتوں میں مکروہ ہے اور بعض صورتوں میں مباح ہے۔یہاں تک کہ بعض وقت جھوٹ بولنا فرض اور واجب بن جاتا ہے۔مثلاً علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی ظالم کسی آدمی کے قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور یہ مظلوم آدمی کسی جگہ چھپ گیا ہو جو کہ آپ کو معلوم ہو اور وہ ظالم اس کے متعلق آپ سے پوچھے کہ فلاں آدمی کہاں ہے؟ تو اس موقع پر اس مظلوم کی جان بچانے کی خاطر جھوٹ بولنا واجب ہے۔اور تم پر لازم ہے کہ مثلاً یوں کہو کہ یہاں تو کوئی آدمی نہیں آیا' میں نے اسے نہیں دیکھا۔وغیرہ تاکہ ظالم دوسری طرف رخ کرے۔اور مظلوم کی جان بچ جائے۔اس موقع پر سچ بتا کر اس ظالم کو مظلوم کی نشاندہی کرنا قتل ناحق میں اس کے ساتھ مدد کرنا ہے۔اور حرام وناجائز ہے۔البتہ ایسے موقع پر اگر توریہ کر سکتا ہو تو توریہ کرنا بہتر ہے۔تاکہ حتی المقدور جھوٹ بولنے سے بھی بچ سکے اور مقصود بھی حاصل ہو اور اگر توریہ نہ کر سکتا ہو تو اس قسم کی ضرورت اور مصلحت کی خاطر صریح جھوٹ بھی درست ہے۔

توریہ کا معنی اور حضرت ابوبکرؓ کا توریہ کرنا:

توریہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا محتمل لفظ استعمال کرے کہ مخاطب کو خلاف واقع چیز سمجھ میں آئے اور کہنے والے کے نزدیک متبادر معنی سے ہٹ کر دور کے معنی کے اعتبار سے وہ واقع کے مطابق ہو اور سچ ہو۔پس "توریہ" سننے

والے کے گمان کے مطابق تو جھوٹ ہے لیکن کہنے والے نے اپنے الفاظ کو کسی دوسرے معنی پر حمل کر کے واقع کے مطابق اور سچ کہا ہے۔ اور یہ توریہ اور معاریض کہلاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے توریہ اختیار فرمایا اور عزیمت پر عمل کیا۔ یعنی جس وقت کفار مکہ نے ایک منظم منصوبے کے تحت مختلف خاندانوں کے چیدہ چیدہ جوانوں کو جمع کر کے ان کو یکبارگی حملے کے ساتھ جناب رسول اللہ ﷺ کے قتل کرنے کا کام سپرد کیا اور انہوں نے رات کے وقت جناب رسول اللہ ﷺ کے گھر کا گھیراؤ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر جناب رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ اسی رات مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے نکلے۔ نکلتے وقت جناب رسول اللہ ﷺ نے مٹھی بھر ریت کفار کی طرف پھینک دی، اللہ تعالیٰ نے یہ ریت سب دشمنوں کی آنکھوں تک پہنچا دی، وہ اپنی آنکھیں ملنے لگے اور یہ دونوں راستے پر جا رہے تھے، مگر کفار ان کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ اور رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کی آہٹ سنتے تھے اور یہ سمجھتے کہ کوئی راستے پر جا رہا ہے۔ تو کفار پوچھتے تھے کہ تم کون ہو؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا: ابوبکر۔ تو وہ پوچھتے تھے تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ یہی وقت عظیم امتحان کا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا اور سچ بولنا ان کا خصوصی شیوہ تھا۔ ہمیشہ سچ بولنے کی وجہ سے صدیق کا لقب پا چکے تھے۔ لیکن یہاں اگر صاف طور پر سچ بتاتے کہ میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ ہیں تو جناب رسول اللہ ﷺ کی جان کو خطرے میں ڈال دیتے اور یقیناً یہ بڑا ظلم ہوتا (والعیاذ باللہ) تو ابوبکر صدیقؓ نے پوری دلجمعی سے ایک حکیمانہ جواب دیا: اور فرمایا "رجل یھدینی السبیلہ" ایک آدمی ہے جو مجھے راستہ دکھاتا ہے۔ اس جواب سے مشرکین نے تو عام عادت کے مطابق یہ سمجھا کہ ابوبکرؓ کہیں دور کے سفر پر جا رہے ہیں اور راستہ معلوم کرنے کے لئے کوئی رہبر اپنے ساتھ لئے جا رہے ہیں۔ اور خود حضرت ابوبکرؓ کا مطلب ان الفاظ سے یہ تھا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو کہ مجھے وصول الی اللہ کا جادۂ حق اور صراط مستقیم دکھاتا ہے۔

اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نے جب کافروں کے سارے بت توڑ دیئے اور صرف بڑا بت چھوڑ دیا اس مقدمہ میں جب حضرت ابراہیمؑ مشرکین کے روبرو لائے گئے اور مشرکین نے اس بارے میں ان سے سوال کیا کہ اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے بتوں کا یہ حشر کیا ہے؟ تو ابراہیمؑ نے جواب فرمایا۔ "بل فعلہ کبیرھم" (الایۃ) "بلکہ یہ تو ان میں سے اس بڑے بت نے کیا ہے۔" اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نے ظالم بادشاہ سے اپنی بیوی کی آبرو بچانے کے لئے فرمایا "انھا اختی" "یہ میری بہن ہے۔

نیز جب مشرکین نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنے خوشی کے دن ساتھ جانے کا کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ تو حضرت ابراہیم نے کہا "انی سقیم" (الایۃ) یعنی میں بیمار ہوں۔

اسی طرح حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائی کے سامان میں بادشاہ کا پیمانہ خود رکھا تھا۔ لیکن جب وہ قافلہ چلنے لگا

تو حضرت یوسفؑ کے منادی نے اعلان کیا۔ "أيتها العير إنكم لسارقون" اے قافلہ والو تم چور ہو۔ ان مثالوں کی بنا پر بعض علماء کہتے ہیں کہ ضرورت اور مصلحت کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے اور بعض نے جھوٹ بولنے کو علی الاطلاق ممنوع قرار دیا ہے۔ اور مذکورہ ارشادات کو معاریض اور توریہ پر حمل کیا ہے۔

یحدث الرجل امرأته لیرضیها:

بیوی کو راضی کرنے کے لئے جھوٹی بات کہنا جائز ہے مثلاً کوئی طالب علم پانچ چھ مہینے بعد گھر جائے تو ادھر بیوی ناراض ہے کہ اتنی طویل مدت کیوں گزاری، اللہ کے بندے! مہینہ میں ایک مرتبہ تو آیا کرو۔ تو یہ طالب علم اگر بیوی کو راضی کرنے کے لئے جھوٹ کہے کہ مثلاً میں نے تو بہت کوشش کی، گھر آنے کو دل بہت چاہتا تھا لیکن دارالعلوم کی طرف سے چھٹی نہیں مل رہی تھی تو میں کیا کرتا۔ مجبوری تھی، وغیرہ تو یہ جائز ہے اس سے وہ گنہگار نہیں ہوگا۔

والکذب فی الحرب:

اور کفار کے ساتھ جنگ میں جھوٹ بولنا بھی جائز ہے، مثلاً یوں کہے کہ ہمیں ابھی تیس ہزار لشکر کی مدد پہنچ رہی ہے۔ تاکہ کافروں کے حوصلے پست ہو جائیں۔ یا مثلاً مسلمانوں کا کوئی فوجی دستہ ایک طرف سے حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے اور لوگوں کو کسی دوسری طرف سے حملہ آور ہونے کو کہے تاکہ قبل از وقت کسی کو اطلاع نہ ہو جائے۔

والکذب لیصلح بین الناس:

اور لوگوں کے درمیان صلح کرنے کے لئے جھوٹ بولنا بھی جائز ہے کہ دو مسلمانوں کے درمیان کسی وجہ سے ناراضگی اور قطع تعلق واقع ہو جائے تو دوسرے مسلمانوں کے ذمہ لازم ہے کہ ان کے درمیان صلح کرا دے تاکہ جھگڑا طول نہ پکڑے۔ مزید فساد پیدا نہ ہو۔ اور دونوں جانب کے مسلمان قطع تعلق کے گناہ سے بھی بچ جائیں۔ اس مقصد کے لئے اگر کوئی صلح کرنے والا جھوٹ بولے مثلاً ایک فریق سے یوں کہے کہ آپ کے مخالف آپ کے ساتھ ناراضگی پر نہایت شرمندہ اور پشیمان ہیں وہ آپ کیساتھ محبت کرتے ہیں اور آپکے ساتھ مصالحت کرنے کے خواہاں ہیں وغیرہ۔

حدثنا احمد بن منیع ثنا اسماعیل بن ابراهیم عن معمر عن الزهری عن حمید بن عبدالرحمان عن أمه أم كلثوم بنت عقبة قالت: سمعت رسول الله ﷺ یقول: لیس بالکاذب من اصلح بین الناس فقال خیراً اونما خیرا. وهذا حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: وہ آدمی جھوٹ بولنے والا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرنا چاہے۔ پس وہ بھلائی کی بات